بعض آبی جانوروں (مچھلی، جھینگے اور کیکڑے) کی حِلت و حُرمت: مذاہبِ اربعہ کی روشنی میں

The issue of Lawfulness and unlawfulness of some equatic animals (fish, shrimp and crab) in the light of four schools of thought

گلزار علی[i] استراج خان[ii]

Abstract

It is obvious that this world has been created for human beings. They are the only one king of all this world but Allah, the creator, made some condition and laws for human being to take advantage of any worldly thing.As food is the most premier need of every living, so laws concerning food have been explained clearly by Allah in the Holy Quran and by the Prophet in his sayngs. Allah likes to make human being clean physically as well as spiritually. In reason of this fact eating of many tings have been declared prohibited and announced as unlawful.

As turning about this circle, lawfulness and unlawfulness of eating shrimp and kikra has became a conflicting issue in Pakistan, particularly in Karachi situated on beach.

This paperwork throws a brief light on this issue to explain the views of the Islamic jurist's regarduing the subject.

Key words: *lawful,unlawful,fish,shrimp,crab*

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے، جب کہ دنیا اور دنیا میں موجود تمام چیزیں انسان کے لیے پیدا کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کائنات میں موجود تمام چیزوں سے نفع اٹھانے کی اجازت دی ہے، البتہ انسانوں کی نفع ونقصان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان چیزوں سے فائدہ

i لیکچرر و پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ii پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

اٹھانے میں چند قیودات وضوابط مقرر کیے ہیں۔ کئی چیزوں کی مضرت انسان کی ظاہری نظروں سے اوجھل ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان اس سے فائدہ اٹھانے کا متمنی ہوتا ہے لیکن شریعت کی نظر غائر باطنی نقصان پر ہوتی ہے جس کے باعث شریعت اس سے فائدہ اٹھانے کو حرام کہہ دیتا ہے۔ دنیا کی خالق ذات نے کائنات میں موجود تمام چیزوں کے متعلق قواعد وضوابط واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی زبان پر بیان کردیے ہیں۔ خوراک انسان کی بنیادی ضروریات کی فہرست میں داخل ہے جس کے باعث شریعت نے اس کی اہمیت کے مطابق اس کے متعلق واضح طور پر احکامات دیے ہیں۔ شریعت نے ان تمام چیزوں سے منع فرمایا جو گندگی کے حامل ہیں یا جسمانی اور روحانی طور پر انسان کے لیے نقصان دہ ہیں۔ چونکہ شریعت انسان کی ظاہری، باطنی اور روحانی پاکیزگی چاہتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض چیزوں میں اگرچہ ظاہری طور پر کوئی قباحت نظر نہیں آتی لیکن ان کی باطنی قباحت کو دیکھتے ہوئے شریعت نے ان سے منع فرمایا ہے جیسا کہ تمام درندوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ ان سے ممانعت کے بڑے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ انسان میں درندگی کی صفت پیدا نہ ہوجائے۔

شریعت کے یہ احکامات بری وبحری دونوں قسم کے متنفس حیوانات وحشرات پر حاوی ہیں۔ چند چیزیں ایسی ہیں جن کے متعلق اگرچہ واضح طور پر کوئی نص موجود نہیں ہے لیکن علماء ومجتہدین نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے اصول کی تخریج کی ہے جن سے ان کے متعلق شریعت کا حکم معلوم ہوجاتا ہے۔ سطح عقلی میں اختلاف کے باعث شریعت سے مستنبط اصول میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

مچھلی، جھینگا اور کیکڑا سمندری حیوانات یا حشرات ہیں۔ بجز چند ایک خاص نوع کے مچھلی کی حلت کے بارے میں مذاہب اربعہ بلکہ تمام امت اول تا آخر متفق ہے، البتہ جھینگے اور کیکڑے کی حلت وحرمت میں اختلاف ہے۔ تمام پاکستان خاص کر سمندر کے کنارے واقع کراچی میں جھینگے اور کیکڑے کی حلت وحرمت کے بارے میں عوام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اسے بغیر کسی دلی کراہت کے کھاتے ہیں جب کہ بعض ان کی حرمت کا عقیدہ رکھتے ہوئے ان کے کھانے سے گریز

کرتے ہیں۔ بعض اوقات ان کے کھانے اور نہ کھانے کے متعلق بات طعن وتشنیع تک سرایت کر جاتی ہے۔

لہٰذا مذکورہ صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے اس مقالہ کی اہمیت محسوس کی گئی۔ مچھلی، جھینگا اور کیکڑے کے متعلق فقہ حنفی کے اصول وتصریحات کے ساتھ ساتھ باقی مذاہب ثلثہ کے اصول وتصریحات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ ان کے متعلق حلت وحرمت اور ان میں موجود وسعت وعدم وسعت کا جائزہ بھی لیا جاسکے۔

مچھلی، جھینگے اور کیکڑے کی حلت وحرمت مذاہب اربعہ کی روشنی میں

سمندری حیوانات کے بارے میں ائمہ اربعہ کے مذاہب مختلف ہیں، ذیل میں ہم ہر ایک مذہب کے اصول ذکر کرتے ہیں، جن کی روشنی میں پانی میں پائے جانے والے حیوانات کا حکم واضح ہو جاتا ہے:

احناف کا مذہب

امام اعظم ابو حنیفہ ؒ[1] کا مسلک یہ ہے کہ سمندری جانوروں میں سے صرف مچھلی کا کھانا حلال ہے اس کے علاوہ پانی میں پائے جانے والے تمام حیوانات حرام ہیں۔ تاہم مچھلی کی جتنی بھی قسمیں ہیں وہ سب ذبح کئے بغیر حلال ہیں لیکن سمک طافی (جو مچھلی پانی میں طبعی موت مر گئی ہو) حلال نہیں ہے، چنانچہ علامہ علاءالدین خصکفی ؒ[2] "الدر المختار" میں رقمطراز ہیں:

(ولا)يحِل (حيوانٌ مائِي إلا السَّمك) الَّذي مات بآفةٍ ولو مُتولِّدًا في ماءٍ نجسٍ .... (غير الطَّافي)[3]

"بجز اس مچھلی کے کوئی آبی جانور حلال نہیں ہے جو کسی آفت کی وجہ سے مر جائے اگرچہ گندے پانی میں پیدا ہوئی ہو......... البتہ وہ مچھلی جو طبعی موت مر جائے (حلال نہیں ہے)۔"

امام شمس الائمۃ محمد بن احمد سرخسی ؒ[4] فقہ حنفی کی مشہور کتاب "المبسوط" میں فرماتے ہیں:

ثم جميعُ أنواعِ السَّمك حلالٌ: الجريث والمارهيج وغيرُه فِي ذٰلك سواءٌ، ولا يُؤكل مِن سوَى السَّمك مِن حيواناتِ الماءِ عندَنا[5]

"پھر مچھلی کے تمام اقسام حلال ہیں حتی کہ جریث (ایک قسم کی کالی مچھلی) اور مارماہی میں (حلت کے اعتبار سے) کوئی فرق ملحوظ نہیں ہے، البتہ ہمارے مذہب کے موافق آبی جانوروں میں سے مچھلی کے علاوہ کوئی جانور نہیں کھایا جائے گا۔"

مچھلی کی تعریف

مچھلی کو عربی زبان میں "سمک" کہا جاتا ہے۔

ماہرینِ حیوانات کے ہاں مچھلی کی تعریف یہ ہے:

هو حيوان ذو عمود فقری يعيش فی الماء ويسبح بعواماته ويتنفس بغلصمته[6]

"وہ ریڑھ کی ہڈی والا جانور ہے جو پانی میں رہتا ہے اپنے پروں سے تیرتا ہے اور گلپھڑوں سے سانس لیتا ہے۔"

دائرۃ المعارف میں مچھلی کی تعریف ان الفاظ سے کی گئی ہے:

"مچھلی پانی میں رہنے والا جانور ہے۔ ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں میں اس کا درجہ آخر میں ہے اس کا خون سرخ ہے ناک کے بانسوں کے ذریعے وہ سانس لیتا ہے اور دوسرے ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کی طرح اس کا ڈھانچہ بھی بہت بڑا ہوتا ہے[7]۔"

مذکورہ اصول کے پیشِ نظر پانی میں پائے جانے والے جو حیوانات مچھلی کے ذیل میں آتے ہیں ان کا کھانا حلال ہوگا اور اس کے علاوہ باقی تمام حرام ہوں گے، چنانچہ جریث مچھلی (مارماہی)، فرش مچھلی اور گونچھ مچھلی وغیرہ پر چونکہ سمک (مچھلی) کی تعریف صادق آتی ہے لہٰذا ان کا کھانا حلال ہے جبکہ کیکڑے اور مینڈک وغیرہ پر مچھلی کی تعریف صادق نہیں آتی اس لئے ان کا کھانا حلال نہیں ہے۔

سمک طافی کی تحقیق

سمک طافی اس مچھلی کو کہتے ہیں جو پانی میں بغیر کسی خارجی سبب کے طبعی موت مر کر الٹ ہو گئی ہو۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ اس کی حرمت کے قائل ہیں، اور یہی مسلک حضرت علی[8]، ابن عباس[9] رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ حضرات کا بھی ہے۔

امام شمس الائمۃ محمد بن احمد سرخسیؒ کی فقہ حنفی کی مایہ ناز کتاب "المبسوط" میں ہے:

وما ماتَ بغيرِ سببٍ فهو غير مأكولٍ كالطَّافى [10]

"جو مچھلی بغیر کسی سبب کے مر گئی ہو اس کو نہیں کھایا جائے گا جیسے سمک طافی۔"

امام علاء الدین محمد بن احمد سمرقندیؒ[11] اپنی کتاب "تحفۃ الفقہاء" میں تحریر فرماتے ہیں:

ثم عندنا الطافي على وجهين إن مات بسببٍ حادثٍ يُؤكل وإن مات حتفَ أنفه لا يُؤكل [12]

"ہمارے نزدیک طافی دو قسم پر ہے اگر کسی سببِ حادث (خارجی سبب) سے مر چکی ہو تو اسے کھایا جائے گا اور اگر اپنی موت مر گئی ہو تو اسے نہیں کھایا جائے گا۔"

امام شمس الائمۃ سرخسیؒ اپنی کتاب "المبسوط" میں فرماتے ہیں:

قال:(ولا تؤكَلُ السمكةُ الطَّافِيةُ، فأما ما انحسر عنه الماء أو نبذه فلا بأس بأكله) .... وحرمة تناول الطافي مروي عن علي وابن عباسٍ رضي الله تعالى عنهم حتى قال علي رضي الله تعالى عنه للسماكينِ: لا تبيعُوا الطافِيَ في أسواقنا، وقالَ ابنُ عباسٍ رضي الله تعالى عنهما: أكلُ الطَّافي حرامٌ [13]

"طبعی موت مری ہوئی مچھلی نہیں کھائی جائے گی البتہ جس سے پانی خشک ہو جائے یا جسے پانی پھینک دے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے............ طبعی موت مری ہوئی مچھلی کے کھانے کی حرمت سیدنا علی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، یہاں تک کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مساکین سے بھی کہا تھا کہ ہمارے بازاروں میں طبعی موت مری ہوئی مچھلی فروخت مت کیا کرو۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ طبعی موت مری ہوئی مچھلی کھانا حرام ہے۔"

جھینگے کی تحقیق

سمندر میں پائے جانے والے حیوانات میں سے ایک مشہور حیوان "جھینگا" ہے جس کو عربی زبان میں "روبیان" یا "اربیان" کہا جاتا ہے۔ مصری زبان میں اس کا نام "جمبری" ہے اور انگریزی میں اسے "Prawn" اور "Shrimp" کہتے ہیں۔ احناف کے نزدیک اس کا حلال ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں؟

بہت سے ماہرینِ لغت نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ جھینگا مچھلی کی ایک قسم ہے چنانچہ لغت کی مشہور کتاب قاموس وتاج العروس میں جھینگے کو مچھلی میں شمار کیا گیا ہے [14]۔

ابن درید [15] نے جمہرۃ اللغۃ میں لکھا ہے:

اربیان ضرب من السمک [16]

"جھینگا مچھلی کی ایک قسم ہے۔"

علامہ دمیری [17] اپنی کتاب "حیاۃ الحیوان" میں تحریر فرماتے ہیں:

الروبیان هو سمکٌ صغیرٌ جدا أحمرُ [18]

"جھینگا ایک چھوٹی سی مچھلی ہے جس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔"

اردو زبان کی جامع لغت "اظہر اللغات" میں ہے:

"جھینگا: ایک قسم کی چھوٹی مچھلی [19]۔"

ماہرین لغت کی ان تصریحات کی بناء پر احناف میں سے بہت سے حضرات نے جھینگے کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا ہے جیسا کہ فتاویٰ حمادیہ میں ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [20] اپنی کتاب " امداد الفتاویٰ" میں فرماتے ہیں:

> "سمک کے کچھ خواصِ لازمہ کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوئے کہ ان کے انتفاء سے سمکیت منتفی ہو جائے اب مدار صرف عدول مبصرین کی معرفت پر رہ گیا ہے۔ اس وقت میرے پاس حیٰوۃ الحیوان دمیری کی جو کہ ماہیاتِ حیوانات سے بھی باحث ہے موجود ہے اس میں تصریح ہے: "الروبیان ھو سمک صغیر جدا [21]۔" بہر حال احقر کو اس وقت تو اس کے سمک (مچھلی) ہونے میں بالکل اطمینان ہے۔"

تاہم واضح رہے کہ موجودہ دور کے علمِ حیوانات کے ماہرین جھینگے کو مچھلی میں شمار نہیں کرتے، بلکہ ان کے نزدیک "جھینگا" پانی کے حیوانات کی ایک مستقل قسم ہے ان کا کہنا ہے کہ جھینگا کیکڑے کے خاندان کا ایک فرد ہے نہ کہ مچھلی کی کوئی قسم۔

چنانچہ مچھلی کی جو تعریفات اوپر مذکور ہوئیں ان کی رو سے "جھینگا" مچھلی میں داخل نہیں ہے کیونکہ مچھلی میں ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے جب کہ جھینگے میں ریڑھ کی ہڈی نہیں ہوتی۔ اسی طرح

مچھلی گلپھڑوں سے سانس لیتی ہے جب کہ جھینگا گلپھڑوں سے سانس نہیں لیتا۔ نیز جدید علمِ حیوان، حیوانات کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کرتا ہے:

1. الحیوانات الفقریۃ(Vertebrate)
2. الحیوانات غیر الفقریۃ(Invertebrate)

پہلی قسم ان حیوانات کی ہے جن میں ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے اور اعصابی نظام بھی موجود ہوتا ہے جبکہ دوسری قسم ان حیوانات کی ہے جن میں ریڑھ کی ہڈی نہیں ہوتی۔ اس تقسیم کے لحاظ سے مچھلی حیوانات کی پہلی قسم میں شمار ہوتی ہے جب کہ جھینگا دوسری قسم میں شمار ہوتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا کے مطابق نوے فیصد حیوانات کا تعلق اس دوسری قسم سے ہے[22]، لہٰذا ماہرینِ حیوانات کے قول کے مطابق جب جھینگا مچھلی میں داخل نہیں تو احنافؒ کے مذہب کے مطابق اس کا کھانا جائز نہیں ہوا۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ احنافؒ میں سے بعض حضرات نے عرف اور لغت کی بناء پر جھینگے کو مچھلی میں شامل کر کے اس کو جائز قرار دیا ہے جب کہ بعض دیگر حضرات نے ماہرینِ حیوانات کی تحقیق کی بناء پر اس کو مچھلی سے خارج کر کے مکروہ کہا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ [23] کا مذہب

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ تمام سمندری حیوانات حلال ہیں اور ان میں نہ ذبح ضروری ہے نہ ہی تسمیہ پڑھنا، البتہ فقہ مالکی کی بعض کتابوں میں ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک سمندری خنزیر کا کھانا جائز نہیں۔

علامہ ابن عبدالبر یوسف بن عبداللہ قرطبیؒ[24] فقہ مالکی کی مشہور کتاب "الكافی فی فقه اهل المدينة "میں رقمطراز ہیں:

وصيد البحر كله حلال إلا أنَّ مالكا يكره خنزيرَ الماءِ[25]

"اور تمام سمندری حیوانات حلال ہیں البتہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ پانی کے خنزیر کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔"

علامہ شہاب الدین احمد بن ادریس قرافیؒ [26]اپنی کتاب "الذخیرۃ" میں تحریر فرماتے ہیں:

(البابُ الأولُ فِيما يُباح لِلمختارِ) والمأكولُ إما جمادٌ وإما حيوانٌ أو نباتٌ والحيوانُ ضربانِ بحريٌّ وبرِّي فالبَحرِي، قال مالك في الكتاب: يؤكَلُ جميعُه بغيرِ ذكاةٍ ولا تسميةٍ، سواءٌ صيدًا أو وُجِد طافيا أو في بطنِ طيرِ الماء أوبطنِ حوتٍ صاده مسلمٌ أو مجوسيٌّ كان له شبه في البر أم لا [27]

"پہلی باب ان چیزوں کے بیان میں ہے جو مباح ہیں: کھانے والی چیز جماد، حیوان یا پودہ ہوگی۔ حیوان کہ دو قسمیں بری اور بحری ہیں۔ بحری کے بارے میں امام مالکؒ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ بغیر ذبح اور تسمیہ کے کھایا جائے گا چاہے شکار ہو یا طبعی موت مری پایا جائے یا پانی کے پرندے کے پیٹ میں پایا جائے یا اس مچھلی کے پیٹ میں پایا جسے مسلمان یا مجوسی شکار کرے اور چاہے خشکی پر اس کی شبیہ ہو یا نہ ہو (ان تمام صورتوں میں بحری جانور کا کھانا جائز ہے)۔"

مالکی مسلک کے مطابق سمکِ طافی، کیکڑے اور جھینگے کا حکم

چونکہ امام مالکؒ خنزیز کے علاوہ تمام بحری حیوانات کی حلت کے قائل ہیں اس لئے ان کے مسلک کے مطابق طبعی موت مری ہوئی مچھلی (سمک طافی)، کیکڑا اور جھینگا وغیرہ حلال ہیں۔ فقہ مالکی کی کتاب "المدونۃ" میں ہے:

"قلت: أرأيتَ ما طفا على الماءِ مِن حيتانِ البَحر ودوابِّ البحرِ أيُؤكل في قولِ مالك

قال: لا أدرِي ما الدَّواب، ولكنِّي لم أسمَع مالكًا يكرَه شيئًا من دوابِّ البَحر ولم يكن يرَى بالطافِي بأسًا[28]

"میں (سائل) کہتا ہوں: پانی کے مچھلیوں اور جانوروں میں جو طبعی موت مر کر اوپر آجائے تو کیا امام مالکؒ کے نزدیک اس کا کھانا جائز ہے؟

فرمایا: میں نہیں جانتا کہ (سمندر میں) کون سے جانور ہیں، البتہ امام مالکؒ سمندر کے جانوروں میں سے کسی چیز کے کھانے کو مکروہ نہیں سمجھتے۔ اسی طرح طبعی موت پایا گیا (جانور یا مچھلی) کے بارے میں بھی کراہت نہیں سمجھتے۔"

اسی طرح امام ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ قرطبی اپنی کتاب "الکافی فی فقہ اھل المدینۃ" میں لکھتے ہیں:

ولا بأسَ بأكلِ السرطان والسُّلَحفاة والضِّفدَع [29]

"کیکڑے، کچھوے اور مینڈک کے کھانے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔"

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ [30] کا مسلک

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بحری حیوانات کی حلت اور حرمت کے بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں جن کا حاصل مندرجہ ذیل ہے:

1. امام شافعیؒ سے ایک قول یہ منقول ہے کہ زہریلے جانوروں کے علاوہ تمام سمندری حیوانات ذبح کئے بغیر حلال ہیں یہاں تک کہ سمندری خنزیر اور کتے بھی حلال ہیں اور یہی قول شوافع کے ہاں راجح ہے۔ چنانچہ مشہور شافعی فقیہ علامہ ابو الحسن علی بن محمد ماوردی [31] اپنی کتاب "الاقناع" میں فرماتے ہیں:

وصيدُ البحرِ حلالٌ كلُّه ما لَم يكُن سمًا وموته ذكاتُه ولا يحرمُ ما طفا منه ولا ما صادَه محرِمٌ ولا مجوسِي [32]

"تمام بحری حیوانات حلال ہیں بشرطیکہ زہریلے نہ ہوں، اور ان کی موت ہی ان کا ذبح ہے۔ ان میں سے طافی (اپنی طبعی موت مرنے والے) نہ وہ (حیوان اور مچھلی) حرام ہیں جو حالت احرام میں کسی شخص یا مجوسی نے شکار کیے ہوں۔"

اسی طرح علامہ ماوردیؒ اپنی دوسری کتاب "الحاوی الکبیر فی فقہ مذھب الامام الشافعیؒ" میں رقمطراز ہیں:

وأما الحرامُ، وهو الضِّفدع، وحيات الماء، وعقاربه، وجميعُ ما فيه من ذوات السموم الضارَّة، وما يفضِي إلى موت أو سقمٍ، فلا يحل أن يؤكلَ بحالٍ؛ لما روِي عن النَّبي صلى الله عليه وسلم : " أنه نهى عن قتل الضفدع [33]

"حرام چیزیں مینڈک، پانی کے جانور، اس کے بچھو اور پانی میں ہر نقصان دینے والا زہریلا متنفس ہیں۔ اسی طرح جو موت یا بیماری کا باعث بنتا ہے تو کسی بھی حالت میں ان کا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مینڈک کے قتل سے منع فرمایا۔"

نیز علامہ اسماعیل بن یحیٰ مزنی[34] فقہ شافعی کی مشہور کتاب "المختصر" میں لکھتے ہیں:

"(قال الشافعي رحمه الله تعالى) : وكلُّ ما كان يعِيشُ فِي الماءِ من حوتٍ أو غيره فأخذه مِن مكانه، ولو كان شيئًا تطول حياته فذبحه لاستعجال موته مَا كرِهتُه، وسواء من أخذه من مجوسيٍّ أو وَثني لا ذكاة له، وسواء ما لفظه البحر وطفا من ميتته أو أخذ حيًّا [35]

"امام شافعیؒ فرماتے ہیں: پانی میں رہنے والی ہر چیز یعنی مچھلی وغیرہ کو میں پکڑنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ اگر وہ طویل الحیات چیز ہو تو سرعت موت کے لیے اس کا ذبح کرنا مکروہ نہیں ہے اور چاہے اسے مجوسی یا وثنی پکڑے تو بھی اس کا ذبح ضروری نہیں ہے اور چاہے اسے سمندر اوپر پھینک دے یا طبعی موت مر جائے اور زندہ پکڑ لیا جائے (تو بھی اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔"

2. امام شافعیؒ کا دوسرا قول امام ابو حنیفہؒ کے موافق ہے کہ سمندری جانوروں میں سے صرف سمک (مچھلی) حلال ہے اور باقی تمام حیوانات حرام ہیں۔ علامہ ابوالحسن علی بن محمد ماوردیؒ اپنی مشہور کتاب " الحاوی الکبیر فی فقہ مذہب الامام الشافعیؒ" میں فرماتے ہیں:

وقال الشافعي في بعض كتبه: إنه لا يحل من صيد البحر إلا الحوت، فاختلف أصحابه في اسم الحوت، فقال بعضهم: هو من الأسماء العامَّة ينطلِق على جميعِ حيوانِ البحر إلا الضفدع وما قتل أكله من ذوات السموم، فعلى هذا لا يختلف قوله في إباحةِ أكله.

وقال آخرون من أصحابه إن اسم الحوت خاص بالسمك دون غيره، فعلى هذا جعلوه قولاً ثانيًا للشافعي أن أكله حرامٌ، كقول أبي حنيفةَ [36]

"امام شافعیؒ بعض کتب میں فرماتے ہیں کہ سمندر کے شکار میں سے صرف حوت (مچھلی) حلال ہے۔ (حوت کی تفسیر میں اختلاف ہے) بعض علماء فرماتے ہیں کہ حوت ایک عام نام ہے جس کا اطلاق مینڈک اور زہریلے حیوانات کے علاوہ تمام سمندری حیوانات پر ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے ان چیزوں کے کھانے میں آپؒ کے قول میں اختلاف نہیں ہے۔

(جب کہ) بعض علماء فرماتے ہیں کہ لفظ حوت سے مراد کوئی دوسری چیز نہیں بلکہ صرف مچھلی ہے، لہذا امام ابو حنیفہؒ کی طرح امام شافعیؒ کا دوسرا قول (مچھلی کے علاوہ) باقی چیزوں کی حرمت کا ہے۔"

3. تیسرا قول بعض شوافع کا یہ ہے کہ سمندری جانوروں کا اعتبار خشکی کے جانوروں سے کیا جائے گا لہٰذا خشکی کے جانوروں میں سے جو حلال ہیں سمندری جانوروں میں ان جیسے جانور حلال ہوں گے اور خشکی کے جو جانور حرام ہیں سمندری جانوروں میں بھی ان کے مشابہ حرام ہوں گے، کیونکہ خشکی کے ہر جانور جیسا سمندر میں بھی پایا جاتا ہے تو سمندری جانور کا بھی وہی حکم ہو گا جو خشکی کے جانور کا ہے۔ علامہ ابو الحسن علی بن محمد ماوردی "الحاوی الکبیر فی فقہ مذہب الامام الشافعیؒ" میں تحریر فرماتے ہیں:

والمذهب الثالثُ: وهو قولُ بعضِ أصحابِ الشافعيِّ إن ما أشبهَ مباحاتِ البرِّ مِن دوابِّ الماء حلالٌ، وما أشبهَ محرماتِ البرِّ مِن كلاب الماءِ وخنازيره حرامٌ جميعًا بين حيوانِ البرِّ وحيوانِ البَحر [37]

"تیسرا مذہب یہ ہے جو امام شافعیؒ کے بعض اصحاب کا ہے کہ سمندری جانوروں میں سے جو خشکی کے حلال جانوروں کے مشابہ ہوں وہ حلال ہیں جب کہ پانی کے کتوں اور خنزیر میں سے جو خشکی کے حرام جانوروں سے مشابہ ہوں تو وہ تمام کے تمام بری اور بحری جانور حرام ہیں۔"

شافعی مسلک کے مطابق سمکِ طافی، کیکڑے اور جھینگے کا حکم

چونکہ شوافع کے نزدیک راجح پہلا قول ہے اس لئے اس کی رو سے مچھلی کی تمام قسمیں، سمکِ طافی، جھینگا اور کیکڑا وغیرہ حلال ہیں۔

امام احمد بن حنبل[38] رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک

سمندری حیوانات کی حلت و حرمت کے بارے میں فقہاء حنابلہؒ کی عبارتیں مختلف ہیں، اتنی حد تک تو تمام متفق ہیں کہ اکثر سمندری حیوانات حلال ہیں البتہ کچھ حرام بھی ہیں۔ بعض حضرات نے مینڈک اور مگرمچھ کو حلت کے حکم سے مستثنیٰ کیا ہے جب کہ بعض حضرات نے مذکورہ دو حیوانات کے ساتھ سمندری سانپ کو بھی شامل کیا ہے۔ گویا اس قول کے مطابق تمام سمندری جانور حلال ہیں البتہ مینڈک، مگرمچھ اور سانپ حلال نہیں۔ اس کے علاوہ بعض حضرات کا قول امام شافعیؒ کے ایک قول کے مطابق ہے کہ خشکی کے جانوروں میں سے جو حلال ہیں سمندری

جانوروں میں ان جیسے جانور حلال ہوں گے اور خشکی کے جو جانور حرام ہیں سمندری جانوروں میں بھی ان کے مشابہ حرام ہوں گے مثلاً سمندری کتا، خنزیر وغیرہ۔

لیکن راجح قول یہ ہے کہ مینڈک، مگرمچھ اور سانپ کے علاوہ باقی تمام بحری حیوانات حنابلہ کے نزدیک حلال ہیں، چنانچہ علامہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد ابن قدامہ مقدسی[39] اپنی کتاب "الکافی فی فقہ الامام احمدؒ" میں تحریر فرماتے ہیں:

القسم الثالث: حيوانُ البحرِ يباح جميعُه؛ لقول اللّٰهِ تعالى: {أُحِلَّ لكُمۡ صَيدُ البَحرِ وَطَعَامُه} [40] إلا الضفدع؛ لأن النَّبي صلى اللّٰهُ عليهِ وسلَّم نهى عن قتلها، ولأنها مستخبثة. وكره أحمد رضي اللّٰه عنه التمساح؛ لأنه ذو ناب، فيحتمل أنه محرم؛ لأنه سبع ويحتمل أنه مباح للآية. وقال ابن حامد: يحرم الكوسج؛ لأنه ذو ناب، وقال أبو علي النجاد: لا يؤكل من البحري ما يحرم نظيره في البَر، ككلبِ الماءِ وخنزيرِه وإنسانه، والأول أولى. وقد قال أحمد رضي اللّٰه عنه في كلب الماء: يذبحه [41]

"تیسری قسم: سمندر کے تمام جانور مباح ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تمہارے لیے سمندر کا شکار اور خوراک حلال قرار دیا گیا ہے" سوائے مینڈک کے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کے قتل سے منع فرمایا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں خباثت (گندگی) ہے۔ امام احمدؒ نے مگرمچھ کو مکروہ کہا ہے کیونکہ وہ جبڑے والا ہے لہذا اس کے حرام ہونے کا احتمال ہے لیکن آیت (کے عموم کی وجہ سے) یہ بھی احتمال ہے کہ مباح ہو۔

ابن حامد فرماتے ہیں: کوسج (ایک قسم کی مچھلی جس کی ناک آرہ کی طرح ہوتی ہے) حرام ہے کیونکہ وہ بھی جبڑے والا ہے۔

ابو علی نجادؒ فرماتے ہیں: ہر وہ سمندری جانور نہیں کھایا جائے گا جس کا بری مشابہ حرام ہو جیسا کہ پانی کا کتا، خنزیر اور انسان ہو گیا۔

ان روایات میں پہلی روایت راجح ہے۔

امام احمدؒ پانی کے کتے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ذبح کیا جائے گا۔"

اسی طرح علامہ ابن قدامہ اپنی کتاب "عمدۃ الفقہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

والحيوانُ قسمانِ بحريٌّ وبرّي، فأما البحرِي فكله حلالٌ إلا الحيَّة والضِّفدعُ والتِّمساح[42]

"حیوان کی دو قسمیں ہیں بری اور بحری۔ بحری حیوانات تمام حلال ہیں سوائے سانپ، مینڈک اور مگرمچھ کے۔"

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ سمندری جانوروں کے حلال ہونے کے لئے ذبح ضروری ہے یا نہیں؟

اس میں یہ تفصیل ہے کہ جو جانور صرف سمندر میں رہتے ہیں اور خشکی میں نہیں رہتے جیسے مچھلی، جھینگا وغیرہ ان میں ذبح کی ضرورت نہیں بلکہ ذبح کے بغیر ہی وہ حلال ہیں جب کہ جو بحری حیوانات ایسے ہیں کہ خشکی میں بھی رہ سکتے ہیں جیسے مینڈک تو ان میں ذبح ضروری ہے۔

چنانچہ علامہ موفق الدین عبداللہ بن أحمد ابن قدامہ مقدسی "المغنی" میں تحریر فرماتے ہیں:

كلُّ ما يعِيش في البر من دوابِّ البحر، لا يحِل بغير ذكاةٍ كطير الماء، والسلحفاة، وكلب الماء، إلا ما لا دم فيه، كالسرطان فإنه يباح بغير ذكاة[43] .... فأما ما لا يعِيشُ إلافِي الماءِ، كالسَّمك وشبهه، فإنه يباح بغير ذكاةٍ [44]

"جو بحری حیوانات خشکی میں رہتے ہیں وہ ذبح کے بغیر حلال نہیں جیسا کہ پانی کا پرندہ، کچھوہ اور پانی کا کتا، البتہ جس میں خون نہیں وہ ذبح کے بغیر حلال ہے جیسے کیکڑا۔ اس کے برعکس پانی کے جو حیوانات صرف پانی میں رہتے ہیں جیسے مچھلی وغیرہ تو وہ ذبح کئے بغیر حلال ہیں۔"

اسی طرح علامہ موفق الدین عبداللہ بن أحمد ابن قدامۃ المقدسی "الکافی فی فقہ الامام احمدؒ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"لا يحِلُّ شيءٌ مِّن الحيوانِ المقدورِ علَيهِ بغيرِ ذكاةٍ .... إلا السمكُ وما شبهه مما لا يعيشُ إلا فِي الماءِ، فإنه يباحُ بغيرِ ذكاةٍ، وإن طفا؛ لقولِ النَّبي صلى اللّٰهُ عليه وسلم فِي البحرِ: هو الطَّهور ماؤُه، الحِلُّ ميتته، والجرادُ؛ لقولِ النَّبي صلى اللّٰهُ علَيهِ وسلَّم: أحِلَّ لنا ميتتَانِ ودمانِ، السَّمكُ والجرادُ والكبِد والطِّحال، ولأنَّ ذكاتَهما فِي العادَةِ لا تُمكن، فسقط اِعتبارُها، ومَا يعِيشُ مِن البحرِيِّ فِي البرِّ لا يحِل إلا بالذَّكاة؛ لأنه مقدورٌ على ذبحِه إلا السَّرطانُ فإنه لا ذكاةَ له [45]

"یعنی جن جانوروں کے ذبح پر قدرت حاصل ہو وہ ذبح کے بغیر حلال نہیں ہیں............
البتہ مچھلی اور اس جیسے حیوانات جو صرف پانی میں رہتے ہیں وہ ذبح کے بغیر حلال ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ سمندر کے بارے میں فرماتے ہیں: اس کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال ہے۔اسی طرح ٹڈی (بھی حلال ہے) کیونکہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ہمارے لیے دو مردے: مچھلی اور ٹڈی اور دو خون: کلیجہ اور تلی حلال ہیں۔ جو بحری حیوانات خشکی میں بھی رہتے ہیں وہ ذبح کے بغیر حلال نہیں ہیں، البتہ کیکڑا بغیر ذبح کے حلال ہے۔"

فقہ حنبلی کے مطابق سمک طافی، جھینگے اور کیکڑے کا حکم

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ حیوانات حنابلہ کے نزدیک حلال ہیں۔

خلاصہ

مندرجہ بالا بحث و تمحیص سے معلوم ہوا کہ فقہ حنفی کے مطابق مچھلی کے سوا سمندر کے تمام جانور حرام ہیں ، چونکہ جھینگا اور کیکڑا جدید محققین کے مطابق مچھلی کی ایک خاص نوع نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

فقہ مالکی کے اصول کے مطابق کتا اور خنزیر جیسے جانوروں کے علاوہ سمندر کے تمام جانور حلال ہیں لہذا ان کے نزدیک مچھلی کی طرح جھینگے اور کیکڑے کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فقہ شافعیؒ میں اگرچہ اقوال مختلف ہیں لیکن ان کے راجح قول کے مطابق زہریلے جانوروں کے علاوہ سمندر کے تمام جانور بغیر ذبح کے حلال ہیں لہذا ان کے نزدیک بھی جھینگے اور کیکڑے کھانے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

فقہ حنبلی بھی فقہ مالکی اور فقہ شافعی کی طرح جھینگے اور کیکڑے کے کھانے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔

حواشی اور حوالہ جات

1 نعمان بن ثابت زوطی ۸۰ھ،۶۹۹ء کو کوفہ میں پیدا ہوئے وہ فقیہ، محدث اور صاحب مذہب تھے۔ حماد بن ابی سلیمان کے حلقہ درس میں ۱۸ سال گزار کر ایک نامور فقیہ بنے۔ فقہ میں آپ کا اپنا ایک مستقل مسلک ہے۔ جسے مصر، شام، الجزائر، یمن، ہندوستان، پاکستان، افغانستان اور وسطی ایشیا کے ممالک میں پذیرائی حاصل ہے۔ آپ کے شاگردوں میں ابو یوسف (یعقوب بن ابراہیم)، محمد بن الحسن الشیبانی اور زفر بن ہذیل زیادہ مشہور ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے ۷۰ سال کی عمر میں ۱۵۰ھ،۷۶۷ء کو بغداد میں وفات پائی۔ (خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ۱۳: ۳۲۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۸۹ء۔۔۔ یوسف بن تغری بردی، النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ تغری بردی ۲: ۱۲، وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی، دار الکتب، مصر)

2 محمد بن علی بن محمد الحِصْنی، علاء الدین خصکفی کے نام سے معروف تھے دمشق میں حنفیہ کے مفتی تھے. دمشق میں پیدا ہوئے اور وہی وفات پائی۔ (زرکلی، الاعلام ۶: ۲۹۴، دار العلم للملایین، مئی ۲۰۱۰ء)

3 محمد علاء الدین خصکفی، الدر المختار شرح تنویر الابصار ۶: ۳۰۶، دار الفکر، بیروت، ۱۳۸۶ھ

4 محمد بن احمد بن ابو بکر سرخسی، شمس الائمہ، فقہ، علم الکلام، اصول فقہ اور مناظرے میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ فقہ میں مجتہدین کے فہرست میں شامل ہیں۔ ان کی عظیم شاہکار "المبسوط" جو انہوں نے اوز جند (فرغانہ) کے جیل میں لکھی ہے اور امام محمدؒ کی "الجامع الکبیر" کی شرح ہیں۔ (معجم المؤلفین ۸: ۲۳۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

5 شمس الدین ابو بکر بن ابی سہل سرخسی، المبسوط ۱۱: ۲۴۸، دار الفکر، بیروت لبنان، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء)

6 انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا ۹: ۳۰۵

7 دائرۃ المعارف ۱۰: ۶۰

8 ابو الحسن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب قرشی، ہاشمی۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی زوجیت میں تھی۔ سبطین سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے والد ہیں۔ بنو ہاشم میں سے پہلے خلیفہ ہیں۔ تبوک کے علاوہ تمام اہم مشاہد جیسے غزوہ بدر، احد، خندق اور بیعۃ الرضوان میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔ (اسد الغابہ ۴: ۸۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

9 عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف آپ کی کنیت ابن عباس اور آپ کا لقب حبر الامۃ ہے۔ آپ کو "ترجمان القرآن" بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی پیدائش ہجرتِ نبوی سے تین سال قبل کی ہے۔ تفسیر القرآن کے معاملے میں سب سے زیادہ روایات آپ ہی سے مروی ہیں۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے ۶۸ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ (یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۳: ۹۳۳، ترجمہ (۱۵۸۸) دار الجیل بیروت، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء)

10 المبسوط۱۱: ۲۴۹

11 محمد بن احمد بن ابی احمد، ابو بکر، علاء الدین سمرقندی۔ حلب میں رہائش پذیر تھے۔ ان کا شمار احناف کے بڑے فقہاء میں ہوتا ہے۔ "تحفۃ الفقہاء" کتاب کی وجہ سے شہرت پائی۔ اس کے علاوہ بھی "الاصول" جیسی کئی مفید کتابیں لکھی ہیں۔ ۵۴۰ھ = ۱۱۴۵ء کو وفات پائی۔ (الاعلام ۵: ۳۱۷)

12 علاء الدین سمرقندی، تحفۃ الفقہاء ۳: ۶۳، درالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۵/۱۹۸۴ء

13 المبسوط ۱۱: ۲۴۷-۲۴۸

14 قاموس: جلد 1 صفحہ 146

15 ابو بکر محمد بن حسن بن درید ازدی ۲۲۳ھ/۸۳۸ء کو پیدا ہوئے۔ عمان (قحطان) کے ازد قبیلے سے تعلق تھا۔ لغت اور ادب کے امام تھے۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ علماء میں سب سے بڑے شاعر اور شعراء میں سب سے بڑے عالم تھے۔ "المقصورۃ الدریدیہ" ان کی ہی کتاب ہے۔ 321ھ=933ء کو وفات پائی۔ (الاعلام ۶: ۸۰)

16 ابو بکر بن محمد بن حسن بن درید ازدی، جمہرۃ اللغۃ ۳: ۴۱۴

17 ابو البقاء محمد بن موسی بن عیسی بن علی دمیری، کمال الدین ۷۴۲ھ/۱۳۴۱ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ ادیب تھے اور فقہاء شوافع میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ درزی تھے لیکن اسے چھوڑ کر حصول علم اور تدریس وافتاء میں مشغول ہو گئے۔ ازہر میں ان کی ایک خاص مجلس تھی۔ مکہ اور مدینہ میں بھی مقیم رہے ہیں۔ "حیاۃ الحیوان" کتاب لکھی ہے۔ ۸۰۸ھ/۱۴۰۵ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔ (الاعلام ۷: ۱۱۸)

18 کمال الدین محمد بن موسی دمیری، حیات الحیوان ۱: ۴۷۳

19 اظہر اللغات: ۴۰۳

20 اشرف علی تھانوی: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ بروز چہار شنبہ تھانہ بھون میں پیدا ہوئے سینکڑوں کتابوں کے مصنف ہیں، ۱۷ رجب ۱۳۶۲ھ کو وفات پائی۔ (مقدمہ امداد الفتاویٰ ۱: ۷، ۹، مکتبہ دار العلوم کراچی)

21 امداد الفتاویٰ ۴: ۱۰۳

22 انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا ۶: ۳۶۳

23 مالک بن انس بن مالک، اصبحی، حمیری، ابو عبد اللہ، امام دار الہجرہ، ائمہ اربعہ میں سے ہیں ۹۳ھ/ ۷۱۲ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں ۱۷۹ھ/ ۷۹۵ء کو وفات پائی۔ دینی امور پر کامل عبور حاصل تھی۔ امراء وسلاطین سے دور رہتے تھے۔ الموطا، النجوم، اور تفسیر غریب القرآن جیسی اہم کتاب لکھیں۔ (وفیات الاعیان ۴: ۱۳۵۔۔۔ الاعلام ۵: ۲۵۷)

24 یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبد البر، نمری، قرطبی، ابو عمرو، حافظ حدیث، مؤرخ اور ادیب تھے۔اپنے دور میں حافظ مغرب کے نام سے یاد کیے جاتے تھے۔قرطبہ میں ۹۷۸/۳۶۸ء کو پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لیے اندلس کے مشرقی اور مغربی علاقوں کا سفر کیا۔ شاطبہ میں ۴۶۳ھ /۱۰۷۱ء کو وفات۔(وفیات الاعیان ۷: ۶۶۔۔۔ الاعلام ۸: ۲۴۰)

25 یوسف بن عبد البر، الکافی فی فقہ اہل المدینۃ ۱: ۴۳۷، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ، الریاض، ۱۴۰۰ھ /۱۹۸۰ء

26 شہاب الدین، ابو العباس احمد بن ادریس بن عبد الرحمن بن عبد اللہ قرافی۔ مصر میں ۶۲۶ھ / ۱۲۲۸ء کو پیدا ہوئے۔ فقہ، اصول فقہ، تفسیر اور کئی دوسرے علوم میں مہارت حاصل تھی۔ شرح التنقیح، فقہ میں الذخیرہ اور اصول فقہ میں التنقیح اور انوار البروق فی انواع الفروع جیسی اہم کتابیں لکھی۔ مصر کے قریب بدیر الطین میں ۶۸۴ھ /۱۲۸۵ء کو وفات پائی اور قرافہ میں مدفون ہوئے۔ (عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین ۱۵۸:۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

27 علامہ شہاب الدین احمد بن ادریس القرافی، الذخیرۃ ۴: ۹۶، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۴ء

28 المدونۃ ۱: ۵۳۷

29 الکافی فی فقہ اھل المدینۃ ۱: ۴۳۷

30 محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع ہاشمی، قرشی، ابو عبداللہ ۱۵۰ھ /۷۶۷ء کو غزہ میں پیدا ہوئے۔ فقہاء اربعہ میں سے ہیں۔ دو سال کی عمر میں مکہ معظمہ لائے گئے۔ دو دفعہ بغداد گئے۔ ۱۹۹ھ کو مصر تشریف لے گئے اور اپنی وفات ۲۰۴ھ /۸۲۰ء تک وہیں رہے۔ آپ شعر، لغت، ایام عرب، فقہ اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ نہایت ذکی، فطین اور حاضر جواب تھے۔ کئی مفید کتابیں لکھی ہیں۔ (عثمان بن قائماز، تذکرۃ الحفاظ ۱: ۳۶۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ)

31 ابو الحسن علی بن محمد حبیب ماوردی ۳۶۴ھ /۹۷۴ء کو بصرہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کے نامور قاضی تھے۔ فقہاء شوافع اور مفسرین میں سے ہیں۔ دینی علوم پر کامل دسترس حاصل تھی۔ ادب الدین والدنیا، الاحکام السلطانیہ، النکت والعیون، الحاوی اور الاقناع جیسی عظیم کتابیں تصنیف کیں۔ بغداد میں ۴۵۰ھ /۱۰۵۸ء کو وفات پائی۔ (الاعلام ۴: ۳۲۷)

32 ابو الحسن علی بن محمد الماوردی، الاقناع ۱: ۱۸۲

33 علی بن محمد ماوردی، الحاوی الکبیر ۱۵: ۵۹، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھ /۱۹۹۴ء

34 اسماعیل بن یحیی بن اسماعیل ابو ابراہیم مزنی، امام شافعی کے قریبی ساتھی تھے۔ مصر سے تعلق تھا۔ ۱۷۵ھ /۷۹۱ء کو پیدا ہوئے۔ قبیلہ مضر کی ایک شاخ مزینہ کی طرف نسبت سے مزنی کہلائے۔ زاہد، عالم، قوی الحجہ،

مجتہد اور امام الشافعیین تھے۔ الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، المختصر اور الترغیب فی العلم کے مصنف ہیں۔ ۲۶۴ھ=۸۷۸ء کو وفات پائی۔ (احمد بن محمد ابن خلکان، وفیات الاعیان وابناء ابناء الزمان ۱: ۲۱۷، دار صادر، بیروت، ۱۹۰۰ء)

35 المختصر، اسماعیل بن یحیٰ المزنی، ج8: 390، دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۳ھ۔

36 الحاوی الکبیر فی فقہ مذہب الامام الشافعیؒ 15: 59۔

37 الحاوی الکبیر فی فقہ مذہب الامام الشافعیؒ 15: 59۔

38 احمد بن محمد، ابو عبداللہ، شیبانی، ائمہ اربعہ میں سے ہیں۔ ان کا تعلق مرو سے تھا۔ ان کے والد سرخس کے گورنر تھے۔ ۱۶۴ھ/۷۸۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے علم میں لگے رہے اور اس سلسلہ میں سفر کے مشکلات برداشت کیے۔ علم حدیث میں "المسند" جیسی اہم شاہکار تصنیف کی۔ ۲۴۱ھ/۸۵۵ء کو وفات پائی۔

(تاریخ بغداد، احمد بن علی ابو بکر خطیب ۴: ۲۱۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

39 ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن قدامہ، جماعیلی، مقدسی، دمشقی، موفق الدین حنبلی ۵۴۱ھ/۱۱۴۶ء کو نابلس کے مضافات جماعیل میں پیدا ہوئے۔ فقہ حنبلی کے اکابر فقہاء میں شمار ہوتے ہیں۔ فقہ حنبلی کی مشہور کتاب "المغنی" ان کی تصنیف ہے۔ ۶۲۹ھ /۱۲۲۳ء کو وفات پائی۔ (شمس الدین ذہبی، سیر اعلام النبلاء ۲۲: ۱۶۶، مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء)

40 سورۃ المائدۃ ۵: ۹۶

41 موفق الدین عبداللہ بن أحمد ابن قدامہ، الکافی فی فقہ الامام احمد ۱: ۵۵۸

42 موفق الدین عبداللہ بن احمد ابن قدامہ، عمدۃ الفقہ ۱: ۱۱۵، المکتبۃ العصریہ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء

43 عبداللہ بن احمد بن قدامہ، المغنی فی فقہ الاحمد الشیبانی ۱۱: ۸۳، دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

44 المغنی فی فقہ الاحمد الشیبانی ۱۱: ۸۵

45 عمدۃ الفقہ ۱: ۵۴۷